سخنان

بسمہٖ سبحانہ

تزکیۂ نفس

''کسی شخص کے متعلق یہ فیصلہ کہ وہ اعمال وکردار کی رو سے بہتر ہے یا بدتر اس وقت تک نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ اس کے کردار وعمل کا جائزہ نہ لیا گیا ہو۔ ہزاروں دفعہ کسی شخص کو دیکھنے کے باوجود بھی اگر اس کی عملی زندگی سامنے نہیں آئی تو اس کے نیک و بد ہونے سے لاعلمی ہی رہے گی۔ نیک اسی کو کہا جاسکتا ہے جو نیکیاں کرتا ہو، بد اسی کو کہا جاسکتا ہے جس کی برائیاں ظہور میں آچکی ہوں۔ لیکن یہاں ایک دلچسپ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا انسان نیکی اور بدی کرنے سے نیک و بد ہوتا ہے یا حقیقتاً نیک و بد ہونے کے سبب سے نیکیاں اور برائیاں عمل میں آتی ہیں۔ ان دونوں چیزوں میں پہلے کیا ہے اور بعد میں کیا، سبب کیا ہے اور مسبّب کیا؟ اکثر اوقات اس تقدم و تاخر کے سمجھنے میں غلطی ہوجاتی ہے کسی چیز کا وجود اور چیز ہے اور اس وجود کا ظہور اور، جس طرح کہ پہلے جسم انسان میں کوئی خرابی پیدا ہوتی ہے پھر اس خرابی کی وجہ سے کچھ آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ بیشک وہ خرابی ان آثار سے پہچانی جاتی ہے، اگر وہ آثار ظاہرہ رونما ہوں تو خرابی کا علم بھی نہ ہو لیکن ان اثار کو اصل مرض ہرگز نہیں کہا جاسکتا۔ خرابی جو پہلے پیدا ہوئی وہ ہے مرض، اور خرابی سے جو آثار نمایاں ہوئے وہ عرض۔ خرابی کی بناء پر آثار قائم ہوئے نہ یہ کہ آثار کی وجہ سے خرابی قائم ہوئی ہو۔ جسم میں کہیں پھوڑا نکلا اس کی سمّیت سے بخار ہوگیا۔ مرض ہے پھوڑا اور بخار ہے عَرَض۔ پھوڑا پہلے ہوا، بخار بعد میں۔ بخار اسی لئے ہوا کہ پھوڑا تھا۔ لیکن پھوڑا بخار کے سبب سے نہیں بنا۔ لہٰذا علاج طلب پھوڑا ہے نہ کہ بخار۔ اسی طرح انسان کا کردار وعمل اس کی نیکی اور بدی اس کو نیک و بد بنانے والی نہیں بلکہ اس کے ضمیر مخفی کے رجحانات کو ظاہر کرنے والی ہیں۔ جو نیک ہوگا اس سے نیکیاں ظاہر ہوں گی، بد ہوگا تو برائیاں عمل میں آئیں گی۔ نیکی سے نیک ہونا ثابت ہوتا ہے۔ مگر نیکی ہو ہی نہیں سکتی جب تک کہ پہلے نیک نہ ہو، گناہ ہو ہی

نہیں سکتا، جب تک کہ ضمیر آلودۂ معصیت پہلے نہ ہو۔ یہیں سے عصمتِ معصومینؑ پر روشنی پڑتی ہے جن کے ضمائر ونفوس میں پاکیزگی کے سوا، رجس ونجاست کا شائبہ ہی نہ ہو، ان سے ارتکاب گناہ کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اور جن کے نفوس میں گندگی اور نجاست کے سوا پاکیزگی کا نشان ہی نہ ہو ان سے نیکی کا وقوع کیسا، سارق وخائن کے سرقہ وخیانت کو اگر معاف بھی کر دیا جائے تو اس کے یہ معنی تو نہیں ہو سکتے کہ آئندہ وہ امین و دیانت دار کی طرح معتبر ومعتمد بھی سمجھ لیا جائے۔ معافی سے ضمیر کی وہ کمزوری تو نہ گئی جو ان گناہوں کی موجب ہوئی۔ مختصراً یہ کہ ضمیر جب تک پاکیزہ نہ ہوگا کردار بھی پاکیزہ نہ ہوگا۔ بڑی ضرورت اس امر کی ہے کہ انسان پہلے اپنے نفس اور ضمیر کو طیّب وطاہر قرار دے اور وہ کثافتیں جو موجب معصیت ہوتی ہیں ان سے اپنے آپ کو پاک کرے۔ اسی کا نام ہے تزکیۂ نفس۔ جس پر قرآن نے فلاحِ آخرت کا فیصلہ منحصر کرتے ہوئے فرمایا ہے: قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰهَا۔ ''نجات پائی اس نے جس نے اپنے نفس کو پاک وصاف کرلیا'' اور تزکیۂ نفس حاصل ہوتا ہے خدا اور روز جزا کے یقین سے، خدا کے خوف سے، موت کی یاد سے، نگاہِ عبرت سے اور ان کو جاننے اور ماننے اور یاد رکھنے سے جن کے نفوس کو خلاقِ عالم نے ہر رجس ونجاست سے پاک رکھا۔''

صَلوٰاتُ اللّٰہِ عَلَیۡہِمۡ اَجۡمَعِیۡنَ

لاگ آن کریں ہماری ویب سائٹ

www.noorehidayat.com

e-mail: noorehidayat@yahoo.com
noorehidayat@gmail.com